بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللهِ والحَمْدُ للهِ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَالَاهُ ، وَ بَعْدُ:

پوائنٹ نمبر-44: حدیث آحاد سے عقائد میں احتجاج کو ترک کرنا منہج السلف میں سے نہیں ہے۔

"ليس من منهج السلف" لفضیلۃ الشیخ محمد بن عمر بن سالم بازمول حفظہ اللہ کے اس پیارے رسالے کی شرح کا درس جاری ہے اور آج کی نشست میں پوائنٹ نمبر 44 پر پہنچے ہیں، شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"ليس من منهج السلف ترك الاحتجاج بحديث الآحاد في العقائد "

(حدیث آحاد سے عقائد میں احتجاج کو ترک کرنا منہج السلف میں سے نہیں ہے)

حدیث آحاد اور عقائد کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اہل بدعت کو جب اپنی بدعت کو ثابت کرنے کے لیے، انہیں کوئی دلیل نہیں ملی (کیونکہ بدعت کی کوئی دلیل نہیں ہوتی) تو انہوں نے پھر چور دروازے بنانا شروع کیے ان چور دروازوں میں سے ایک چور دروازہ یہ ہے کہ ایک ایسی حجت ہے جو حجت ہے ہی نہیں اور اُن کے نزدیک تو بڑی حجت ہے۔

حدیث کی دو قسمیں ہیں: (1) حدیث متواتر (2) اور حدیث آحاد۔

"متواتر": ایسی حدیث ہے جس کے روای ہر طبقے میں اتنی تعداد میں ہوں کہ اُن کا جھوٹ پر اکٹھا ہونا ناممکن ہو جائے (بہت زیادہ تعداد)۔

اور "آحاد": وہ حدیث جو متواتر نہیں ہے جس کے راوی جو ہیں ہر طبقے میں گنے چنے ہوں اور اس کی تین قسمیں ہیں جو گزر چکی ہیں مصطلح الحدیث میں:

(۱) حدیثِ مشہور کون سی حدیث ہے؟ جس کے کم سے کم راوی ایک طبقے میں تین یا تین سے زیادہ ہوں لیکن تواتر کی حد تک نہ پہنچتے ہوں۔

(۲) عزیز وہ حدیث ہے جس کے روای کم سے کم طبقے میں دو ہوں۔

(۳) اور غریب یا فرد حدیث کون سی ہے؟ جس کے راوی کم سے کم طبقے میں ایک ہوں اسے حدیث آحاد کہتے ہیں۔

قصہ کیا ہے پہلے یہ بتادوں میں پھر ان شاءاللہ اس پر بات کرتے ہیں۔

اگر تو یہ تقسیم جو ہے متواتر اور آحاد کی صرف علم کے لیے ہے کہ حدیثوں کی یہ قسمیں ہیں متواتر بھی ہے آحاد بھی ہے اس حد تک کوئی حرج نہیں ہے اور علمائے محدثین نے اس کو بیان بھی کیا ہے اس حد تک لیکن اگر اس سے مراد کچھ اور ہو کہ متواتر تو علم یقینی کا ثبوت دلیل بن سکتی ہے لیکن آحاد نہیں بن سکتی اس میں جو علم ہے وہ ظنّی ہے ظن پر ہے یقین پر نہیں ہے، یعنی عمل کے لیے خصوصی طور پر عقائد میں دلیل متواتر ہونی چاہیے اگر دلیل آحاد حدیث ہے تو عقیدے میں دلیل نہیں بن سکتی اگر یہ مفہوم ہے تو یہ غلط ہے باطل ہے۔

یہ تقسیم سب سے پہلے کس نے ایجاد کی یاد ہے کئی دروس میں میں نے بیان کیا تھا؟ میم سے شروع ہوتا ہے معتزلہ سے اور کون ہو سکتا ہے! معتزلہ نے یہ تقسیم یا اس تقسیم کو ایجاد کیا ہے کیوں ایجاد کیا ہے؟ کیونکہ اُن کا عقیدہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنا اور اسماء جن کا وہ اقرار کرتے

ہیں وہ اہل سنت جیسا نہیں ہے ،یعنی حقیقتاً وہ اسماء وصفات کے منکر ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں پر اسماء پر تو ہمارا ایمان ہے لیکن صفات کا ہم انکار کرتے ہیں۔

صفات کا انکار کرتے کرتے انہوں نے ان صفات کا بھی انکار کیا جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں لیکن متواتر نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا نازل ہونا دنیاوی آسمان پر رات کے آخری پہر میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اور عرفات کے دن دن کے وقت اللہ تعالیٰ کا نازل ہونا دنیاوی آسمان پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نازل نہیں ہوتا؛ انہوں نے پہلے صفت کا انکار کر دیا جیسا کہ اُن کا طریقہ ہے۔اہل بدعت کا ہمیشہ کیا طریقہ ہے میں بار بار بیان کر چکا ہوں کہ پہلے فتویٰ دینا پھر دلیل ڈھونڈنی ہے، فتویٰ دے دیا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نام کوئی صفت نہیں ہے۔فتویٰ پہلے کیوں دیتے ہیں کس بنیاد پر دیتے ہیں؟ عقل کو نقل کے آگے کرتے ہیں اس لیے نقل کو بعد میں ڈھونڈتے ہیں (نص کو دلیل کو) پہلے عقلی بات کرتے ہیں کہ بھئی عقل تو نہیں مانتی اللہ تعالیٰ نازل ہوتا تو عرش خالی ہو جاتا ہے تو پھر موونگ (Moving) ہوتی ہے اوپر سے نیچے کی طرف یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے! تو عقل کو آگے کرتے کرتے کہیں کے نہیں رہے بیچارے عقل بھی نہیں رہی بیچاروں کی!

یہ تو کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نازل نہیں ہوتا دلیل؟ اُن کے پاس عقل ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

جو اہل سنت ہیں انہوں نے یہ کہا کہ بھئی صحیح حدیث ہے سنداً بھی صحیح متناً بھی صحیح حدیث ہے، محدثین کے اصول کے مطابق صحیح حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نازل ہوتے ہیں دنیاوی آسمان پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

اب دلیل تو آگئی ہے اور یہ دلیل عقل سے ٹکرا رہی ہے اصول کیا ہے؟

جیسے میں نے الرازی کا اصول بیان کیا تھا اَشعری اور انہوں نے بھی یہ اصول معتزلہ سے لیے ہوئے ہیں کہ جب نقل عقل سے ٹکرائے کس کو آگے کرنا ہے؟ عقل کو آگے کرنا ہے۔اچھا جو نص ہے اُس کا کیا کرنا ہے؟ اُس کی تاویل کرنی ہے، یعنی تحریف کرنی ہے تاویل کے نام پر تاکہ دونوں میں مطابقت ہو جائے، عقل بھی آگے رہے اور نص بھی پیچھے رہے لیکن جڑا رہے ساتھ ساتھ۔

تو انہوں نے دیکھا کہ بھئی یہ حدیث جو ہے ذرا غور کیا پھر دیکھا یہ حدیث متواتر تو نہیں ہے؛ جب متواتر نہیں ہے تو شیطان نے اُن کو (یہ وحی ہے شیطان کی اُن کے لیے) یہ کہا کہ بھئی جب متواتر نہیں ہے تو لیتے کیوں ہو بھئی؟! اگر واقعی اللہ تعالیٰ نازل ہوتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے جیسا کہ یہ کہتے ہیں اہل سنت تو اللہ تعالیٰ پر یہ لازمی ہے (یہ کہتے ہیں لازمی ہے واجب ہے اللہ تعالیٰ پر، نعوذ باللہ) کہ یہ حدیث متواتر ہوتی اگر اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے جب حدیث آحاد ہے (یہ قاعدہ بنالیا قانون بنالیا معتزلہ نے کہ یہ قانون ہے) تو حدیث آحاد عقیدے میں ہم مانتے ہی نہیں (سبحان اللہ)۔

آیئے دیکھتے ہیں اہل سنت والجماعت کا موقف کیا ہے اس تعلق سے۔

یاد رکھیں ہم یہ کہہ رہے ہیں: "ليس من منهج السلف ترك الاحتجاج بحديث الآحاد في العقائد" (یہ منہج السلف میں سے نہیں ہے کہ حدیث آحاد کو عقائد میں حجت نہ ماننا)۔ یعنی حدیث آحاد عقائد میں حجت ہے یہ منہج السلف ہے اس کی جو ضد ہے اس کے جو اُلٹ ہے وہ منہج سلف میں سے نہیں ہے کس کا منہج ہے؟ جب سلف کا منہج نہیں ہے تو کس کا ہے؟ اہل بدعت کا ہے۔

حدیث آحاد بھی حجت ہے عقائد اور عبادات اور پوری شریعت میں اس کی دلیل میں کئی دلائل ہیں لیکن میں صرف مختصر طور پر ایک ایک دلیل بیان کرتا ہوں:

1-ارشاد باری تعالیٰ ہے سورۃ الحشر آیت نمبر 7 میں:

﴿...وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾ (الحشر:7)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾: جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے دیں اسے لے لو۔

﴿مَآ﴾ کیا ہے یہاں پر؟ صیغۃ العموم ہے "جو کچھ بھی دے دیں"؛ اُسے لینے سے کیا مراد ہے عمل کرو یا نہ کرو؟! عمل کے لیے ہے نا کہ نہیں؟ یہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ اگر آحاد ہو تو نہ لینا عقائد میں یا عموم ہے؟ اچھا اگر عموم کو ختم کرنا کوئی چاہتا ہے اُس کے پاس تخصیص ہونی چاہیے نا دوسری دلیل جو اس عموم کو خاص کر دے تو کوئی ہے؟ کوئی بھی نہیں ہے۔

تو عموم باقی رہتا ہے اپنے عموم پر کہ نہیں قاعدہ کیا ہے؟ عموم اپنے عموم پر باقی رہتا ہے۔

تو جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رُک جاؤ۔

اور حدیث میں متفق علیہ حدیث ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ" (جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق اس پر عمل کرو اور جس چیز سے تمہیں روک دوں اُس سے اجتناب کرو رُک جاؤ)۔ حکم سے کیا مراد ہے اُمر سے کیا مراد ہے؟ صرف وہ اُمر جو متواتر احادیث میں ہو یا جو تواتر سے ثابت ہو وہ اُمر اُس کو لے لینا اُس پر عمل کرنا استطاعت کے مطابق یا کوئی بھی عمل؟ کوئی بھی عمل ہے۔ اور سلف نے بھی اچھے طریقے سے سمجھا ہے اس مسئلے کو اس لیے سلف سے آپ کو نہیں ملے گی یہ بات، معتزلہ بعد میں آئے ہیں بعد کی باتیں ہیں۔

یعنی آپ دیکھیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں؟ "إذا صح الحديث فهو مذهبي": حدیث صحیح ثابت ہو جائے میرا مذہب یہ حدیث ہے۔ یہ فرمایا کہ "إذا صح الحديث المتواتر فهو مذهبي" تواتر کا لفظ ہے؟!

عقائد میں اُحاد حدیث کی نفی ہے؟ نہیں ہے، حدیث صحیح ثابت ہو گئی تو یہی ہمارا دین ہے بھئی!

عقائد عبادات معاملات پوری شریعت اسی دلیل پر قائم ہے جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو گیا تو واضح ہو گیا:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (النجم:3-4) کیا اس میں کوئی تفریق ہے متواتر اور آحاد کی یا سب برابر ہیں؟ سب برابر ہیں۔ یہ جو اُثر ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا علامہ البانی نے **صفۃ الصلاۃ** کے مقدمے میں اس کو بیان کیا صحیح اُثر ہے یعنی ثابت ہے امام ابو حنیفہ سے اور امام شافعی سے بھی یہی قول (سبحان اللہ) منقول ہے: "إذا صح الحديث فهو مذهبي"۔

اور اسی طریقے سے امام اوزاعی رحمہ اللہ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، فرماتے ہیں:

"ندور مع السنة حيث دارت"(ہم سنت کے ساتھ گھومتے رہتے ہیں جہاں پر بھی ہمیں گھما کرلے جائے)۔

(اور یہ أثر جو ہے امام اوزاعی رحمہ اللہ کا امام اللالکائی نے **شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة** میں اسے نقل کیا ہے صحیح سند کے ساتھ)۔

کیا مطلب ہے سنت کے ساتھ گھومتے رہتے ہیں؟ بھئی سنت دلیل ہے اور ہم دلیل کے پیچھے پیچھے چلتے رہتے ہیں جہاں پر بھی ہمیں دلیل لے جائے یہ فرق نہیں کہا کہ یہ سنت متواتر ہے یا آحاد ہے۔ اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ اگر عقائد میں ہے تو پھر متواتر ہونا چاہیے آحاد ہم نہیں لیں گے آحاد ہے تو پھر چلے گا احکام میں اور عمل میں عقائد میں نہیں چلے گا سلف میں کسی سے ثابت ہے؟ کسی سے بھی ثابت نہیں ہے۔

فضیلۃ الشیخ علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، اُن سے سوال کیا گیا شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے: کہ شیخ صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ حدیث آحاد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا آپ کی اس مسئلے میں کیا رائے ہے؟

جواب: شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارا جواب یہ ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حدیث آحاد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ وہ ظن کا فائدہ دیتی ہے اور ظن کی بنیاد پر گمان کی بنیاد پر عقیدہ قائم نہیں ہوتا تو ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ رائے جو ہے یہ صحیح نہیں ہے غلط ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں:

1- پہلی وجہ، یہ کہنا کہ حدیث آحاد سے صرف ظن کا فائدہ ہی ہوتا ہے، یہ مطلقاً اُس سے مراد اطلاق نہیں ہے کیونکہ جو اخبار ہیں جو روایات ہیں ان میں سے ایسی بھی ہیں جو یقینی دلالت کرتی ہیں اگر قرائن جو ہیں اُن کی دلالت کریں۔ یعنی جیسا کہ امت نے اسے قبول بھی کیا ہے سب سے پہلی حدیث صحیح بخاری میں کون سی حدیث ہے؟

"إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ": آپ کو پتہ ہے کہ یہ حدیث جو ہے تین طبقات میں آحاد ہے ایک طبقے میں نہیں؟! یعنی صحابی کے طبقے میں صرف ایک ہی صحابی نے روایت کیا ہے سیدنا عمر بھی خطاب نے کسی اور صحابی نے روایت کیا ہی نہیں ہے (صرف ایک صحابی نے!)۔

اور نیت کا تعلق عقائد سے ہے کہ نہیں بغیر نیت کے کوئی عقیدہ ثابت ہوتا ہے؟ بغیر نیت کے کوئی عبادت ثابت ہوتی ہے؟ تو یہ اصل ہے عقیدے کے لیے بھی اور عبادات کے لیے بھی۔ یہ حدیث تین طبقات میں آحاد ہے "صحابی، تابعی اور دوسرا تابعی جس نے اس تابعی سے روایت کیا ہے" تینوں طبقات میں آحاد ہے، پھر اس کے بعد جو ہے بہت تعداد میں راویوں نے اُسے روایت کیا ہے۔

تو شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اگر حدیثِ آحاد جو ہے وہ یقین کا فائدہ بھی دیتی ہے اگر کوئی اور قرائن اس کی دلالت کرے اور جیسا کہ امت نے اس حدیث کو قبول کیا ہے سیدنا عمر بن خطاب کی حدیث کو: "إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" تو یہ خبر واحد ہے خبر آحاد ہے اور ہم یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے "إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"۔

اچھا جو لوگ انکار کرتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں؟ کہتے ہیں کہ اس میں ظن کی بات ہے ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ کا فرمان ہو اور ہو سکتا ہے نہ ہو (ظن سے یہ مراد ہے یقینی علم نہیں ہے)۔ ظن سے کیا مراد ہے؟ گمان ہے یعنی ہو بھی سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہو اور ہو سکتا ہے کہ نہ ہو اگر فرمان صحیح ثابت ہو گیا تو ٹھیک ہے عمل تو ہو گیا نا عقیدہ کیسے ہم اس پر قائم کر سکتے ہیں اگر غلط ثابت ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کا فرمان نہ ہوا تو عقیدہ تو ہمارا گیا نا؟! بات ایمان اور کفر کی ہے تو اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کے لیے ٹھیک کرنے کے لیے ہم آحاد کو مانتے ہی نہیں ہیں۔ اور کتنی بڑی بے ایمان کر بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے انکار کر بیٹھے! تقدیر کا انکار بھی کر بیٹھے، اور خروج کی دعوت دینا اور قرآن مخلوق ہے اور کتنی بڑی بڑی یعنی اور غلطیاں ہوئیں! (سبحان اللہ)۔

الغرض شیخ صاحب فرماتے ہیں: ہم یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ حدیث جو ہے اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے اور یہ تحقیق ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی اور ان کے علاوہ بھی علماء نے یہی تحقیق کی ہے کہ حدیث تو آحاد ہے لیکن اس کا فائدہ ظن کا ہے یا یقین کا ہے؟ یقین کا ہے۔

2-دوسری وجہ، اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایک شخص کو بھیجا عقیدے کے اصول اور کلمہ توحید کی گواہی کے لیے اور ایک شخص کو بھیجنا خبر واحد ہے کہ نہیں؟ یہ **حجة ملزمة** ہے۔ (فرماتے ہیں یعنی لازم کر دینے والی حجت ہے)۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کی طرف ایک صحابی سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا دعوت توحید عقیدہ سکھانے کے لیے کہ نہیں؟

اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"فَلْيَكُنْ أَوَّلُ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ"؛ دوسری حدیث میں: "إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللهَ"۔

تو توحید کی دعوت عقیدے کی دعوت ہے کہ نہیں؟ ایک شخص لے کر گیا ہے کہ نہیں؟ خبر آحاد ہے کہ نہیں؟ (سبحان اللہ)۔

تو قولاً نصوص واضح ہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں کوئی فرق نہیں ہے متواتر کی آحاد کی، سلف کے اقوال میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کو دیکھ لیں آپ کہ ایک صحابی کو بھیجا ہے جبکہ حجۃ الوداع میں کتنے صحابی تھے؟ ایک لاکھ۔

تو یمن کی طرف ایک کی جگہ اگر متواتر کی بات تھی تو ہزار بھیج دیتے نا یا دس تو بھیج دیتے نا کیونکہ ایک کی بجائے دس لوگوں کی بات زیادہ مضبوط اور قوی ہوتی ہے نا لیکن ایک کو بھیجا ہے جس سے ثبوت ملتا ہے کہ خبر آحاد بھی حجت ہے۔

بلکہ آپ یہ دیکھیں کہ جب قبلہ تبدیل ہوا کتنے لوگوں نے جا کر گواہی دی ایک یا دس یا بیس؟ ایک۔

حجت ہے یا نہیں کہ ایک کی بات کو مانا جاتا ہے کہ نہیں؟

3-الغرض شیخ صاحب فرماتے ہیں: "اگر ہم یہ کہہ دیں کہ عقیدہ خبرِ آحاد سے یا حدیثِ آحاد سے ثابت نہیں ہوتا تو یہ بھی کہا جائے گا کہ عملی احکام بھی حدیثِ آحاد سے ثابت نہیں ہو سکتے کیونکہ کوئی بھی عمل جو ہے بغیر عقیدے کے ممکن ہی نہیں ہے"۔

پہلے دل میں عقیدہ ہوتا ہے پھر عمل ہوتا ہے کہ نہیں؟ کیونکہ یہ جیسا کہ مثال کے طور پر ہم کہتے ہیں ہم نماز پڑھتے ہیں تو نماز عمل ہے نا کوئی کہتا ہے خبرِ آحاد احکام کے لیے تو ٹھیک ہے عقائد کے لیے ٹھیک نہیں ہے نہیں حجت اچھا نماز عمل ہے کہ نہیں؟ عمل ہے نا:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ﴾ (البقرة:43)۔

نماز کی جتنی بھی حدیثِ آحاد ہیں اگر آحاد کو ہم ردّ کرنا چاہتے ہیں عقائد میں اور عمل میں ہم ماننا چاہتے ہیں تو جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو دل میں عقیدہ کیا ہوتا ہے؟ نماز فرض ہے کہ نہیں عقیدہ ہے کہ نہیں؟ تو ہر عمل عقیدے سے جڑا ہوا ہے آپ عمل کو عقیدے سے جدا کر ہی نہیں سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا حکم دیا ہے اس چیز سے منع کیا ہے یہ بھی عقیدہ ہے کہ نہیں؟ ہم دل سے مانتے ہیں کہ نہیں؟ اور جس مسئلے کا تعلق دل سے ہو اسے عقیدہ کہا جاتا ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور اگر یہ قول مان لیا جائے تو بہت سارے احکام شرعیہ متعطل ہو جائیں گے۔ اگر وہ اس بات کو ردّ کرتے ہیں کہ عقائد میں ہم نہیں مانتے حجت حدیثِ آحاد کو پھر یہ بھی ان کو ماننا چاہیے کہ عمل میں بھی حدیثِ آحاد حجت نہیں ہے اور اگر اس کو بھی وہ مان لیتے ہیں تو پھر دین کا کون سا حصہ باقی بچے گا؟! کیا دین بچے گا پھر عمل کس چیز پر ہو گا؟!

آپ نماز پڑھنا چاہتے ہیں کہتے ہیں کہ نماز کا جو رفع یدین ہے وہ ثابت ہی نہیں ہے، رکوع میں ایسے ہاتھ رکھنا یہ تو خبرِ آحاد ہے، سجدہ ایسے نہ کریں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کے تعلق سے خبرِ آحاد ہے فلاں چیز کے تعلق سے خبرِ آحاد ہے تو دین میں بچے گا کیا؟!

زکوۃ کے مسئلے کو دیکھ لیں کہ زکوۃ کا نصاب کیا ہے؟ خبرِ آحاد ہے۔

الغرض، اگر یہ راستہ اختیار کیا جائے تو باقی کوئی خیر بھی نہیں ہے!

4- شیخ صاحب فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اہل علم کی طرف رجوع کرنا چاہیے جاہل کو اور یہ بہت بڑے عقیدے کے مسئلے میں بھی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ﴾ إلي آخر الآية۔

(النحل:43-44)

شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور یہ علماء کی طرف واپس جا کر سوال کرنا یہ ایک کو بھی شامل ہے اور متعدد (ایک سے زیادہ) کو بھی شامل ہے۔

یعنی یہ نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ تمہارا علم اس وقت تک یقینی نہیں ہے جب تک تم ہزار عالموں سے جا کر نہیں پوچھو گے ایک عالم کا جواب کافی ہے کہ نہیں؟ اگر ایک عالم آپ کو فتویٰ دے دیتا ہے عقیدے کے مسئلے میں ماننا چاہیے کہ نہیں؟

اگر تمہاری اس بات کو مان لیا جائے کہ خبرِ آحاد حجت نہیں ہے تو پھر عملاً تم لوگ خود بھی اس پر عمل نہیں کر سکتے کیونکہ اگر دیکھا جائے جس نے یہ کہا ہے "کہ معتزلہ کو دیکھ لیں یا أشاعرۃ ماتریدیہ کو دیکھ لیں جو یہ کہتے ہیں "اُن کو ایک شخص نے یہ بات کہی ہے نا، بڑا تو ایک ہے جس نے اس فتنے کو ایجاد کیا ہے تو اس کی خبر بھی آحاد ہے کہ نہیں؟ اب یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات نہیں ہیں خبرِ آحاد ہے کہ نہیں اُس کی؟! تو اُس کی بات وہ کیسے مان رہے ہیں؟! یعنی عجب بات ہے کہ حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جو وحی ہے اور اپنے عالم کی جو خبرِ آحاد ہے اُس کی بات کو مان لیتے ہیں جو وحی بھی نہیں ہے تو تضاد ہے کہ نہیں؟!

عقل ماری گئی ہے نا بات یہی ہو رہی ہے! (سبحان اللہ)۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: "حاصل یہ ہے کہ خبرِ آحاد جو ہے اگر قرائن دلالت کریں اُس کے صدق کی اور علم یقینی ثابت ہو جائے تو اُس سے احکام عملیہ اور علمیہ دونوں ثابت ہو جاتے ہیں اور ان دونوں کی آپس میں کوئی تفریق کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے اور جو بھی آئمہ کی طرف کسی بات کی

نسبت کرتا ہے اس تعلق سے تو اس کو ثبوت بیان کرنا چاہیے صحیح دلیل کے ساتھ اور اپنا مستند بھی کہ جہاں سے دلیل لی ہے اُس کو بھی بیان کرنا چاہے(یعنی یہ چیز کہیں پر بھی موجود نہیں ہے)"۔

(اور فضیلۃ الشیخ علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ جو ہے **مجموع الفتاویٰ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ** پہلی جلد "باب مصادر التلقی" میں یہ فتویٰ موجود ہے اسے مزید دیکھا جاسکتا ہے)۔

تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ خبرِ آحاد جو ہے وہ حدیثِ آحاد عقائد میں اور عبادات اور معاملات اور احکام سب میں حجت ہے(واللہ اُعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش(حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 45.یہ منہج السلف میں سے نہیں ہے-پوائنٹ نمبر 44 سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio